مسعودی

شخصیت وتذکرۂ ملتان (وفات:۳۴۶ھ/۹۵۷ء)

ڈاکٹر محمد حسنین نقوی - شبانہ نذر*

Abstract:

Multan is not only one of the oldest cities in the world but also has been cultural and educational centre in the valleys of Sindh and Hind for Years. It is considered as old as "HARRAPA and MOINJODORO" of "Gandhara art". The significance of Multan in cultural, educational and social context is shown from the fact that, this city is not only mentioned in the history thousand years ago but also present in the same situation. Because of this significance. Many well known thinkers, philosophers, travelers and historians came to Multan from far off lands. Al-masoodi is one of those and he is considered as the great Historian, Geographer, Mathematician Astronomer, Philosopher, Narrator and polemicist. He himself came to Multan in 912 and wrote in his books whatever was witnessed by him. This paper has accessed the possible information about Multan which is discussed in those books along with the life history of Al-masoodi and introduction of his books for the facilitation of research.

حسب نسب:

آپ کا مکمل نام علی بن الحسین بن علی، کنیت ابوالحسن، اور مشہور و معروف نسبتی نام المسعودی ہے۔ جس کی توجیہہ یوں کی جاتی ہے کہ آپ آنحضورﷺ کے معروف صحابی عبداللہ بن مسعودؓ کی اولاد سے ہیں۔(۱)

ولادت:

آپ کی ولادت بغداد میں ہوئی۔(۲)

حالات زندگی:

جہاں تک آپ کی نشوونما کا تعلق ہے۔ابن ندیم اس ضمن میں تحریر کرتے ہیں کہ آپکی پرورش مغرب میں ہوئی۔(۳) جب کہ یاقوت الحموی صاحب فہرست سے اختلاف کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ابن ندیم کا قول کہ ''مسعودی اہل مغرب سے تھے'' غلط ہے، کیونکہ مسعودی خود اپنی معروف کتاب ''مروج الذهب'' کے دوسرے سفر میں اقالیم کے فضائل اور انکی آب و ہوا

۱- الفهرست: ص: ۲۱۹، معجم الأدباء: ۱۳/ ۹۰
فوات الوفيات: ۹۴/۲، النجوم الزاهرة: ۳۱۵/۳
الاعلام: ۲۷۷/۴، مقدمه مروج الذهب : ص: ز
مقدمه التنبيه والا شراف:ص: ط تاريخ آداب اللغة العربية: ۳۶۳/۲۔

۲- مقدمه مروج الذهب: ص:ز۔

۳- الفهرست : ص: ۲۱۹۔

* لیکچرار (پارٹ ٹائم)، شعبہ عربی، بہاءالدین زکریا یونیورسٹی، ملتان۔

کے اوصاف کا تذکرہ کرتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں:

"وأوسط الأقاليم اقليم بابل الذى مولدنا به، وان كانت ريب الأيام أنأت بيننا و بينه، وساحقت مسافتناعنه، وولدت فى قلوبنا الحنين اليه اذكان وطننا ومسقطنا ....و أشرف هذهِ الأقاليم مدينة السلام و يعز على ما أصار تنى اليه الأقدار من فراق هذا المصرالذى عن بقعته فصلنا................ ومن علامة الرشد: أن تكون النفس الى مولدها تائقة، والى مسقط رأسها شائقة"۔

''اقالیم کے وسط میں اقلیم بابل ہے جو ہماری جائے پیدائش ہے۔ حادثات زمانہ نے ہمارے درمیان جدائی ڈال دی ہے اور مسافت کو طویل کر دیا ہے۔ لیکن ہمارے دل میں اس کی محبت پیدا ہوگئی ہے کیونکہ یہی ہمارا وطن اور ہماری جائے پیدائش ہے۔۔۔ان اقالیم میں سب سے زیادہ شرف وفضلیت مدینة السلام (بغداد) کو حاصل ہے۔ اور میں اس کی بہت عزت کرتا ہوں اگرچہ تقدیر نے مجھے اس شہر سے دور کر دیا اور میں اس سرزمین سے جدا ہو گیا۔۔۔ ہدایت یافتہ شخص کی ایک علامت یہ ہے کہ اس کی روح اپنے مقام ولادت سے انس رکھتی ہو اور اپنی جائے پیدائش سے محبت کرتی ہو''

یہ ان کے بغدادی الاصل ہونے کا ثبوت ہے اس کے بعد وہ مصر کے ممالک کی طرف گئے اور وہاں قیام کیا۔(۴) اسی بات پر بیشتر ثقہ مؤرخین کا اتفاق ہے۔(۵)

انہوں نے اپنا جوانی کا زمانہ بغداد میں گزارا۔ اس کے بعد سیاحت میں رغبت اور اپنے مشاغل وشوق کی تکمیل کیلئے عراق کو خیرباد کہا اور سال ۳۰۰ھ بمطابق ۹۱۲ء میں ملتان اور منصورہ کی سیاحت کیلئے چلے گئے۔ اس کے بعد انہوں نے مسلسل تین سال فارس وکرمان کی سیاحت کی۔

ہندوستان آئے اور کمبایٔ وسیمور کے شہر میں ۳۰۴ھ بمطابق ۹۱۶ء میں قیام کیا، اسی عرصے میں جزیرہ سرندیب (لنکا) سے گزرے پھر سمندری راستے سے کمبالو اور مڈغاسکر کا رخ کیا اور وہاں سے عمان کی جانب چلے گئے۔ ''مروج الذهب'' میں اس طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے کہ انہوں نے ملائشیا کی سیاحت کیلئے وہاں بھی قیام کیا حتیٰ کہ چین جا پہنچے۔ پھر آپ نے بحر چین کا سفر کیا۔ بحر قزوین کے ساحل اور جنوب کے جانب کے اضلاع کا بھی

۴- معجم الأدباء: ۱۳/ ۹۰-۹۳۔

۵- فوات الوفيات: ۲/ ۹۴، النجوم الزاهرة: ۳/ ۳۱۵
الأعلام: ۴/ ۲۷۷، مقدمه مروج الذهب: ص: ز
تاريخ آداب اللغة العربية: ۲/ ۳۶۳۔

انہوں نے سفر کیا اسی طرح بحرِ احمر یا قلزم کے مشرقی ساحل کی جانب بھی گئے۔ انہوں نے اپنی زندگی کے خوبصورت اور طویل سال دور دراز کے ممالک کی سیاحت میں گزارے پھر وہ دیارِ اسلام کی طرف واپس آئے تاکہ طویل سفر کے دوران جمع شدہ معلومات اور فوائد، جن کی حد بندی ممکن نہیں، کی تدوین کریں۔

انہوں نے اپنی ذات کو اس سفر کے لیے خاص کر دیا اور گہرائی سے اسلامی حدود کا مطالعہ کیا۔ وہ خود اس کے متعلق کہتے ہیں کہ وہ ۳۱۴ھ بمطابق ۹۲۶ء میں فلسطین میں انطاکیہ میں تھے۔ پھر ۳۳۲ھ بمطابق ۹۴۳ء میں بصرہ گئے۔ انہوں نے اپنے پہلے سفر اور اس قیام کے بعد دس سال فلسطین کے علاوہ عراق، شام اور مصر کی سیاحت میں گزارے۔ ۳۴۴ھ بمطابق ۹۶۵ء میں شہر الفسطاط یا قاہرہ کی سیاحت کی اور یہیں آپ نے اپنی دوسری کتاب ''التنبیہ والاشراف'' مرتب کی اور الفسطاط میں ہی وفات پائی۔ (٦)

وفات:

بعض مؤرخین آپکا سنہ وفات ۳۴۵ھ بمطابق ۹۵۶ء بتاتے ہیں (۷) اور بعض کے نزدیک آپ کی وفات جمادی الآخرہ ۳۴۶ھ بمطابق ۹۵۷ء میں شہر الفسطاط میں ہوئی، جس پر اکثر مؤرخین کا اتفاق ہے۔ (۸)

مسعودی کا علمی مقام:

مسعودی تاریخ اسلام کے مستند مؤرخین (Historians) میں شمار کئے جاتے ہیں (۹)۔ وہ اعلیٰ پائے کے محقق، (Researcher)، سیاح (۱۰) (Traveler)، عالم (Scholar)، ماہر علم نجوم (Astronomer)،

٦- مقدمه مروج الذهب،الطبعة الفرنسية: ص: ٦-٧، وص:ز.
مقدمه التنبيه والا شراف: ص: ط-ى، تاريخ آداب اللغة العربية: ٢/٣٦٣.

٧- النجوم الزاهرة :٣/٣١٥، مقدمه التنبيه والا شراف:ص:ى،
تاريخ آداب اللغة العربية: ٢/٣٦٣.

٨- فوات الوفيات: ٢/٩٤، معجم الأدباء:١٣/٩٠،
الأعلام: ٤/٢٧٧، مقدمة مروج الذهب ص:ز،
مقدمة التنبيه والا شراف: ص: ى.

٩- معجم الأدباء: ١٣/٩٠، فوات الوفيات: ٢/٩٤،
النجوم الزاهرة : ٣/٣١٥، الأ علام: ٤/٢٧٧
تاريخ آداب اللغة العربية: ٢/٣٦٣، مقدمه مروج الذهب: ص:ز،
مقدمة التنبيه والا شراف :ص: ح.

١٠- الأعلام: ٤/٢٧٧، مقدمة مروج الذهب: ص: ز.

ریاضی دان (Mathmatician) جغرافیہ دان (Geographer)، فقیہ (Juris Prudent) ،محدث (Traditionist)، مناظر (Polemicist)، ادیان کا علم رکھنے والے (Comparative Religionist)، ماہر علم انساب (Genealogist)، مدون التاریخ (Historiographer)، فلسفی (Philosopher)، ادیب (Writer) اور راوی (Narrator) ہیں۔(۱۱)

انہیں بیک وقت فارسی، ہندی، یونانی، رومی اور سریانی زبانوں پر عبور حاصل تھا۔انہیں تخلیق کائنات سے لے کر اپنے زمانے تک کی تمام مختلف ثقافتوں کا علم حاصل تھا۔ وہ منفرد معلومات، انوکھے اوصاف بیان کرنیوالے، دلکش اسلوب اور پرکشش عبارت والے ادیب ہیں۔(۱۲) بہت سے اعلیٰ پائے کے علماء ومؤرخین نے ان سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ وہ قاری کو تاریخ سے فقہ، ادب، شاعری ،فلسفہ اور انتقاد کی طرف لے جاتے ہیں۔

انہوں نے فقط دوسری کتب کے مطالعہ پر انحصار نہیں کیا بلکہ ایشیا کے تمام علاقوں، مشرقی افریقہ کے کچھ حصوں اور سمندروں کی سیر وسیاحت اور سفر سے حاصل شدہ معلومات، مشاہدات اور تجربات کو اپنی کتب میں بیان کیا ہے۔

فون کریمر (۱۳) نے انہیں ''ھیرودوتس العرب'' (۱۴) کا لقب دیا ہے۔ آپ کی علمی خدمات کا اعتراف

۱۱- مقدمة التنبيه والا شراف: ص: ج.

۱۲- مقدمة، التنبيه والا شراف: ص: ج.

۱۳- فون کریمر: (۱۲۴۳ھ/۱۸۲۸ء-۱۳۰۶ھ/۱۸۸۹ء) اَلفرڈ فن کریمر Alfred Von Kremer ایک نمساوی مستشرق اور وزراء میں سے تھے۔ان کا لقب ''بارون'' تھا۔ فینا میں پیدا ہوئے اور یہیں تعلیم حاصل کی۔ مصر اور شام کی سیاحت کی، اپنے ملک میں ہی عربی زبان پر مہارت حاصل کی۔ مصر اور پھر بیروت میں قنصل مقرر ہوئے پھر فینا واپس آئے اور وزارت خارجہ سے منسلک ہوگئے۔آپ نے ۲۰ سے زیادہ عربی کتب شائع کیں جیسے واقدی کی ''المغازی'' اور ''الاستبصار فی عجائب الأمصار'' وغیرہ۔آپ نے کتاب ''تاریخ الحضارة الاسلامیة فی الشرق فی عهد الخلفاء'' تالیف کی۔ (الأعلام: ۲/۷، المنجد في الأعلام: ص: ۵۸۸)

۱۴- هیرو ڈوٹس: (۴۸۴ھ-۴۲۵ ق م) ایک اغریقی مؤرخ اور سیاح تھے۔ایشیائے کوچک کے مقام ھالیکارناسوس میں پیدا ہوئے۔ بہت سے ممالک کی سیاحت کی، اغریقیوں اور ایرانیوں کے تنازعات کے بارے میں لکھا آپ ایک خداد صلاحیت کے مالک انشاء پرداز تھے۔آپکو قصے سن کر شیریں اسلوب اور اعلیٰ پیرائے میں ڈھالنے میں کمال حاصل تھا۔اس کے ساتھ ساتھ آپ تہذیبی اور انسانی تاریخ میں اس اعلیٰ مقام کے لائق بھی ہیں۔شیشرون نے آپ کو ''اَبو التاریخ'' کا لقب دیا کیونکہ آپ پہلے مؤرخ ہیں جنھوں نے تاریخ کو معبودوں اور بشر کی حکایات کے مجموعے کے اعتبار سے نہیں بلکہ علمی تحقیق کے اعتبار سے ترتیب دیا۔آپ ہی پہلے شخص ہیں جنھوں نے فلسفۂ تاریخ کی ابتداء کی۔آپکی تحریر کردہ ''تاریخ'' بہت معروف ہے، جو قدیم اقوام اور ان کے قصوں کے لئے اہم ماخذ ہے۔(الموسوعة العربية الميسرة: ص: ١٩٢٦، المنجد في الأعلام: ص: ٧٣٦)

کرتے ہوئے مشہور مؤرخ فازیلیف نے آپکے متعلق لکھا: ''مسعودی کی کتب کا اہل اسلام اور اہل یورپ نے مطالعہ کیا اوران کے تبحر علمی سے استفادہ کیا۔ یہ حقیقتاً ''عربوں کے ھیروڈوٹس'' کے لقب کے مستحق ہیں جوانہیں کریمر نے دیا''(۱۵)

آپکا اسلوب تحریر:

مسعودی اپنی کتب میں نادر موضوعات اور مختلف علوم وفنون کے متعلق نئے نئے انکشافات کوخوبصورت پیرائے میں بیان کرتے ہیں تیزفہمی سے ان کا مشاہدہ کرکے انہیں تفصیل سے بیان کردیتے ہیں اوران کا ذکراپنی کتابوں میں سے کسی کتاب میں کردیتے ہیں۔ان کتابوں کی تلاش محقق کوکبھی یورپ کی لائبریریوں اورکبھی دوسرے کتب خانوں میں لے جاتی ہے۔

مسعودی کی تصانیف

۱- مروج الذهب و معادن الجوهر: (۱۶)

انہوں نے مصر کے شہر فسطاط میں ۳۳۶ھ بمطابق ۹۴۷ء میں اس کتاب کی تالیف مکمل کی۔(۱۷) یہ مسعودی کی سب سے مشہور کتاب ہےاوران کی شہرت بھی اسی کتاب کی بدولت ہے۔کئی مرتبہ دواجزاء میں طبع کی جاچکی ہے۔ پہلے جزء میں انسان کی تخلیق،انبیاء کے مختصر قصے،سمندروں اورزمینوں کےاوصاف ان کےعجائبات کوبیان کیا گیاہے۔

اسی میں قدیم ایرانی،سریانی،یونانی،رومی،انگریزی اورقدیم عرب اقوام،انکے دین،عادات،مذاہب،مہینوں کی مدت،سالوں کا حساب اوران کے بڑے بڑے گھروں،عمارتوں اورعبادت گاہوں کی تاریخ بیان کی گئی ہے۔پھر اسلام کی تاریخ رسولؐ کےظہور سے لےکرحضرت عثمان کےقتل تک بیان کی گئی ہے۔دوسری جلد میں حضرت علیؓ کےدور خلافت سے لےکرعباسی حکمران مطیع اللہ (متوفی:۳۶۳ھ) کےدورحکومت تک اسلامی تاریخ بیان کی گئی ہے۔

مذکورہ کتاب کےمقدمے میں انہوں نےتحریر کیا ہے کہ انہوں نے یہ کتاب دس بڑی تاریخی کتب، جواس عہد میں موجودتھیں،سےاستفادہ کرنے کے بعدلکھی ہے۔مذکورہ کتاب میں بہت سی فائدہ مند معلومات تحریر ہیں۔

۱۵- مقدمه مروج الذهب: ص: ح.

۱۶- الفهرست: ص: ۲۱۹، معجم الأدباء: ۱۳/ ۹۳
فوات الوفيات: ۲/ ۹۴، النجوم الزاهرة: ۳/ ۳۱۵
الأعلام: ۴/ ۲۷۷، تاريخ آداب اللغة العربية ۲/ ۳۶۳-۳۶۴
مقدمه مروج الذهب: ص: ۱، ۲، مقدمه التنبيه والا شراف: ص: ز.

۱۷- مقدمه مروج الذهب: ص: ۱ مقدمه التنبيه والا شراف: ص: ى.

جو کسی اور کتاب میں نہیں پائی جاتیں۔

اس کتاب کی آخری طباعت ۱۹۴۸ء میں چار اجزاء میں علامہ شیخ محمد محي الدين کی زیر نگرانی قاھرہ میں ہوئی۔ مستشرق باربیہ دی مینا (۱۸) نے فرانسیسی زبان میں اس کا ترجمہ کیا اور پیرس سے ۱۸۷۲ء میں نو اجزاء میں شائع کیا مجلّہ الضیاء (سنۃ:۲) میں عبداللہ المراش (۱۹) نے اس ترجمے پر انتقادی نگاہ ڈالی، اسی طرح سپرنگر (۲۰) نے انگریزی میں اس کا ترجمہ کیا۔ اور اسکے پہلے جز کو لندن سے ۱۸۴۱ء میں شائع کیا۔ (۲۱)

۲- كتاب التنبيه والا شراف: (۲۲)

مسعودی نے ۳۴۴ھ مطابق ۹۶۵ء میں فسطاط ہی میں اس کتاب کو بھی مکمل کیا۔ (۲۳) اس میں افلاک اور ان

۱۸- باربيه دی مينار: (۱۸۲۶-۱۹۰۸ء) Barbier De Meynard فرانسیسی مستشرق تھے۔ ان کی معروف کتاب "الدر العمانية فی اللغة العثمانيه" ہے جس میں ترکی میں مستعمل عربی اور فارسی الفاظ درج ہیں۔ ایران اور اسکے ہمسایہ ممالک کے لئے ان کی تاریخی، جغرافیائی اور ادبی معجم ہے۔ اسی طرح انہوں نے مسعودی کی کتاب "مروج الذھب" اور زمخشری کی "نوابغ الکلم" کو شائع کیا۔ (المنجد فی الأعلام: ص: ۱۰۸)

۱۹- عبدالله المراش: (۱۲۵۵ھ/۱۸۳۹ء-۱۳۱۷ھ/۱۹۰۰ء) عبداللہ بن فتح اللہ بن نصر اللہ بن بطرس مراش لغت، تاریخ، فلسفہ، اخلاق، طبیعیات، ریاضی کے ماہر، فرانسیسی، انگریزی اور اطالوی زبان پر عبور رکھتے تھے۔ حلب میں ۱۴ مئی کو پیدا ہوئے۔ لندن میں رسالہ "مرآة الاحوال" لکھا۔ پھر مصر اور قاھرہ کے اخبارات میں اور باریز میں رسائل "الحقوق" اور "کوکب الشرق" میں مضامین لکھے۔ مرسیلیا میں ۱۷ جنوری میں وفات پائی۔ آپکی معروف کتاب "رسالة فی علم الهيئة و تخطيط الارض" ہے۔ (معجم المؤلفين: ۱۰۰/۶)

۲۰- سپرنگر: (۱۲۲۸ھ/۱۸۱۳ء-۱۳۱۰ھ/۱۸۹۳ء) آلویس سپرنگر Aloys Sprenger کرسٹوفر Christopher سپرنگر ایک آسٹریائی مستشرق تھے۔ التیرول میں پیدا ہوئے اور اینسبروک (Innsbruck)، فینہ اور باریس میں تعلیم حاصل کی۔ آپ ۱۸۴۳ء میں "شركة الهند الشرقية" میں طبیب، پھر دہلی میں اسلامیہ کالج کے پرنسپل، اس کے بعد "مدرسۂ کلکتہ" کے ڈائریکٹر اور فارسی زبان کے مترجم مقرر ہوئے۔ ۱۸۵۷ء میں حکومتی ذمہ داریاں چھوڑ دیں اور سویسرہ میں برن یونیورسٹی میں مشرقی زبانوں کے پروفیسر متعین ہوئے۔ آپ کو پچیس زبانوں پر عبور حاصل تھا اور مشرقی ادب کا خاص فہم رکھتے تھے۔ آپ نے کلکتہ سے کئی عربی کتب شائع کیں جیسے "الاصابة في تمييز الصحابة" اور "الإتقان في علوم القرآن"۔ کئی کتب جیسے "الجغرافيا القديمة لبلاد العرب" تالیف کیں۔ (الأعلام: ۸/۲)

۲۱- مقدمه مروج الذهب: ص: ۱، مقدمه التنبيه والأشراف: ص: ز، تاريخ آداب اللغة العربية: ۲/ ۳۶۳- ۳۶۴.

۲۲- معجم الأدباء: ۱۳/ ۹۴، فوات الوفيات: ۲/ ۹۵، الأعلام: ۴/ ۲۷۷، تاريخ آداب اللغة العربية: ۲/ ۳۶۴، مقدمه مروج الذهب: ص: ۲، مقدمه التنبيه والأشراف ص: ح.

۲۳- مقدمه مروج الذهب: ص: ۷، مقدمه التنبيه والا شراف: ص: ی.

کی ہیئت، نجوم اوران کے اثرات، عناصر اور انکی ترکیب، زمانے کی اقسام، سال کے موسم وانکی منزلیں، ہواؤں اور انکے رخ، زمین اوراس کی شکل ومسافت، آفاق اورلوگوں پران کا اثر، سات اقالیم کی حدود، طول وعرض، دریا، سات قدیم اقوام، انکی زبانوں اورمسکنوں، پھر ایران کے بادشاہوں کے طبقات، روم اور اسکے احوال، تمام عالم کے انبیاء کی مکمل تاریخ، قمری اورشمسی سالوں، سیرۃ النبی ﷺ وظہوراسلام، خلفاء انکے کارہائے نمایاں اورمناقب غرض سنۃ ۳۴۵ھ تک کی تمام تاریخ کا تذکرہ ہے جواس کے علاوہ کسی اورکتاب میں نہیں پایا جاتا۔اسے دی غویہ نے ۱۸۹۴ء میں لائڈن سے شائع کیا (۲۴) مستشرق کارادہ فو Cara De vau(۲۵)نے ۱۸۹۷ء میں "Le Livre De L' Avertissement & Revision" کے عنوان سے فرانسیسی زبان میں اس کا ترجمہ کیا ہے۔(۲۶)

۳- كتاب أخبار الزمان و من أباده الحدثان: (۲۷)

اس کتاب میں گزشتہ اقوام واجیال اور مٹے ہوئے مما لک کے حالات وواقعات درج ہیں۔یہ اپنے نام کی طرح بہت طویل کتاب ہے، یہ تیس جلدوں پرمشتمل تھی،مسعودی نے ’’مروج الذھب‘‘ میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔’’کہ ہم نے ان باتوں کوکتاب اخبارالزمان میں تفصیل سے بیان کیا ہے‘‘۔لیکن یہ کتاب اب مفقود ہےاوراس کا صرف ایک جز دستیاب ہوا ہے جومکتبہ الأھلیہ میں موجود ہے۔(۲۸) مکتبہ ملکیہ قاھرہ میں بھی اس نام کی ایک کتاب ہے جومکتبہ الأھلیہ پیرس ہی کی نقل ہے۔(۲۹)

۴- الكتاب الأوسط :(۳۰)

یہ کتاب بھی ۲۰-۳۰ اجزاء پرمشتمل تھی۔جواب ضائع ہوچکی ہے۔مکتبہ آکسفورڈ میں ایک نسخہ موجود ہے

۲۴- مقدمه التنبيه والا شراف:ص:ح، تاريخ آداب اللغة العربية: ۲/۳۶۴۔

۲۵- کارا دی فو: Cara De Vaux فرانسیسی مستشرق تھے۔۱۸۶۸ء میں پیدا ہوئے۔انکی مؤلفات میں سے ’’الریاضیات وعلم الفلسفة‘‘۱۸۹۱ء’’ابن سینا‘‘۱۹۰۰ء،’’مفکروالإسلام‘‘۱۹۲۲-۱۹۲۶ء ہیں۔ (المنجد فی الأعلام: ص: ۵۷۸)

۲۶- مقدمه مروج الذهب: ص: ۲۔

۲۷- معجم الأدباء: ۱۳/۹۴، فوات الوفيات: ۲/۹۴.
الأعلام: ۴/۲۷۷، تاريخ آداب اللغة العربية: ۲/۳۶۴۔
مقدمه مروج الذهب: ص: ۱-۲، مقدمه التنبيه والا شراف: ص:ز۔

۲۸- مقدمه مروج الذهب: ص: ۱، مقدمه التنبيه والاشراف:ص:ز،
تاريخ آداب اللغة العربية: ۲/۳۶۴۔

۲۹- مقدمه التنبيه والا شراف: ص: ح۔

۳۰- مقدمه مروج الذهب: ص: ۱، ۷ مقدمه التنبيه والا شراف: ص: ح،
تاريخ آداب اللغة العربية: ۲/۳۶۴۔

جس کے بارے میں خیال ظاہر کیا جاتا ہے کہ یہی کتاب ہے۔ کچھ محققین کہتے ہیں کہ اس کے کچھ اجزاء دمشق کے مکتبوں میں موجود ہیں۔(۳۱)

تاریخی کتب میں مذکور تصانیف:

تاریخی کتب میں مسعودی کی مندرجہ ذیل کتب کا ذکر ملتا ہے جو زمانے کی دستبرد سے ضائع ہوگئی ہیں:

۵۔ کتاب الإبانة، في أصول الديانة۔(۳۲)

۶۔ أخبار الخوارج۔(۳۳)

۷۔ كتاب الاستذ كار، لماجرى في سالف الأ عصار۔ (۳۴)

۸۔ كتاب الاستبصار في الامامة۔ (۳۵)

۹۔ البيان في اسماء الأئمة۔(۳۶)

۱۰۔ كتاب التأريخ في أخبار الأمم من العرب و العجم۔ (۳۷)

۱۱۔ كتاب خزائن الملك و سرالعالمين۔ (۳۸)

۳۱۔ مقدمه مروج الذهب: ص: ۱، ۷، مقدمه التنبيه والا شراف: ص: ح، تاريخ آداب اللغة العربية: ۲/ ۳۶۴۔

۳۲۔ الأعلام: ۴/۲۷۷، مقدمة مروج الذهب: ص: ۲، مقدمة التنبيه والا شراف: ص: و۔

۳۳۔ معجم الأدباء: ۱۳/ ۹۴، فوات الوفيات: ۲/ ۹۵، الأعلام: ۴/۲۷۷، مقدمه مروج الذهب: ص: ۲۔

۳۴۔ الفهرست: ص: ۲۱۹، معجم الأدباء: ۱۳/ ۹۴، الأعلام: ۴/۲۷۷ ، مقدمه التنبيه والا شراف:ص:و۔

۳۵۔ الأعلام : ۴/۲۷۷، مقدمة مروج الذهب: ص: ۲، مقدمه التنبيه والاشراف: ص: و

۳۶۔ معجم الأدباء: ۱۳/ ۹۴، الأعلام: ۴/۲۷۷، مقدمه مروج الذهب: ص:۲۔

۳۷۔ الفهرست: ص: ۲۲۰، معجم الأدباء : ۱۳/ ۹۴، فوات الوفيات: ۲/ ۹۴، الأعلام: ۴/۲۷۷ ، مقدمه مروج الذهب: ص: ۱۔

۳۸۔ معجم الأدباء: ۱۳/ ۹۴، فوات الوفيات: ۲/ ۹۵، الأعلام: ۴/۲۷۷، مقدمه مروج الذهب: ص: ۱۔

۱۲۔ کتاب ذخائر العلوم، و ماکان في سالف الدهور۔ (۳۹)

۱۳۔ کتاب الرسائل (۴۰)

۱٤۔ رسالة البيان في أسماء الأ ئمة۔ (۴۱)

۱٥۔ السياحة المدنية، في السياسة والاجتماع۔(۴۲)

۱٦۔ کتاب سرالحياة۔ (۴۳)

۱۷۔ کتاب المسائل والعلل، في المذاهب والملل۔ (۴۴)

۱۸۔ کتاب المقالات في أصول الديانات۔(۴۵)

مندرجہ ذیل کتب کا تذکرہ صرف مقدمہ التنبیہ والاشراف (۴۶) میں تحریر ہے:

۱۹۔ کتاب الا سترجاع۔

۲۰۔ الأخبار المسعوديات۔

۳۹۔ الفهرست: ص: ۲۱۹، فوات الوفيات: ۲/۹۴، مقدمه مروج الذهب:ص:۱، معجم الأدباء: ۱۳/۹۳. الأعلام:۴/۲۷۷، مقدمه التنبيه والا شراف: ص: و.

۴۰۔ الفهرست: ص: ۲۲۰، فوات الوفيات: ۲/۹۴، مقدمه مروج الذهب: ص: ۱. معجم الأدباء: ۱۳/۹۴، الأعلام: ۴/۲۷۷،

۴۱۔ فوات الوفيات: ۲/۹۵، مقدمه التنبيه والا شراف: ص:و۔

۴۲۔ الأعلام: ۴/۲۷۷، مقدمه مروج الذهب: ص: ۲۔

۴۳۔ الأعلام: ۴/۲۷۷، مقدمه التنبيه والا شراف:ص: و۔ مقدمه مروج الذهب: ص: ۲

۴۴۔ الأعلام ۴/۲۷۷، مقدمه التنبيه والا شراف:ص: و۔ مقدمه مروج الذهب: ص: ۲

۴۵۔ معجم الأدباء: ۱۳/۹۴، الأعلام: ۴/۲۷۷، مقدمه التنبيه والا شراف:ص: و۔ فوات الوفيات: ۲/۹۵، مقدمه مروج الذهب:ص:۱،

۴۶۔ مقدمه التنبيه والا شراف:ص: ھ- ز۔

۲۱۔ کتاب تقلب الدول و تغییر الآراء والملل۔

۲۲۔ کتاب حدائق الأذهان، في أخبار الرسول۔

۲۳۔ کتاب خزائن الدین، وسر العالمین۔

۲٤۔ کتاب الدعاوی۔

۲۵۔ کتاب الرؤیا والکمال۔

۲٦۔ کتاب الرء وس السبعة۔

۲۷۔ الزاهي۔

۲۸۔ کتاب الزلف۔

۲۹۔ کتاب طب النفوس۔

۳۰۔ کتاب فنون المعارف، وماجری في الدهور السوالف۔

۳۱۔ کتاب القضایا والتجارب۔

۳۲۔ کتاب المبادیء والتراکیب۔

۳۳۔ کتاب مزاهر الأخبار، وظرائف الآثار۔

۳٤۔ کتاب مقاتل فرسان العجم۔

۳۵۔ کتاب نظم الأدلة، في أصول الملة۔

۳٦۔ کتاب نظم الأ علام، في أصول الاحکام۔

۳۷۔ کتاب نظم الجواهر، في تدبیر الممالك و العساکر۔

۳۸۔ کتاب الواجب، في الفروض اللوازم۔

۳۹۔ کتاب وصل المجالس۔

تذکرۂ ملتان

مسعودی بیت الذھب (یعنی ملتان) کی تاریخی اہمیت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ملتان ہر زمانے میں علم اور تہذیب وتمدن کا مرکز رہا ہے۔اس کی تاریخی اہمیت کے متعلق وہ اپنی تصنیف ''مروج الذھب'' میں یوں رقمطراز ہیں:

"ورتـب في بيت الذهب حساب الدور الأول و التأريخ الأقدم الذي علـيـه عـمـلت الهند في تواريخ البدء ة، و ظهور ها في أرض الهنددون سائر الممالك"۔(۴۷)

''بیت الذھب (سونے کا گھر) میں زمان اول اور قدیم تاریخ کا حساب تیار کیا گیا جس پر تاریخ کے آغاز اور ظہور کے سلسلہ میں صرف ہندوستان والے عمل کرتے ہیں، دوسرے ملک اس پر عمل نہیں کرتے''۔

ملتان میں برہمنوں کے فلسفۂ حیات کی ابتداء اور مختلف فرقوں میں تقسیم:

"وقـد كـان اجتـمع منهم في قديم الزمان في ملك البرهمن سبعة من حـكـمـائهم المنظور اليهم في بيت الذهب، فقال بعضهم لبعض: اجلسوا حتـى نتـنـاظـر، فـننظر ما قصة العالم، وما سره ومن أين أقبلنا، وإلى أيـن نـمـر؟ وهـل خروجنا من عدم الى وجود حكمة أو ضد ذلك؟ وهل خـلـقـنـا المخترع لنا والمنشىء لأجسامنا يجتلب بخلقنا منفعة، أم هل يـدفـع بـفـنـائنا عن هذه الدار عن نفسه مضرة، أم هل يدخل عليه من الحاجة والنقص ما يدخل علينا؟ أم هل هو غني من كل وجه، فما وجه افنائه إيانا وإعدامنا بعد وجودنا وآلامنا وملاذنا؟

فـقـال الـحـكيـم الـمـنظور اليه منهم: أترى أحدًا من الناس أدرك الأشياء الحاضرة والغائبة على حقيقة الإدراك؛ فظفر بالبغية واستراح الى الثـقة؟ قـال الـحكيم الثاني: لو تناهت حكمة البارىء عز وجل في أحد العقول كان ذلك نقصاً من حكمته، وكان الغرض غير مدرك، وكان التـقـصيـر مـانـعـاً مـن الإدراك۔ قـال الحكيم الثالث: الواجب علينا أن نبتدىء بمعرفة انفسنا التي هي أقرب الأشياء منا ونحن أولى بها وهي أولـى بنا، من قبل ان نتفرغ إلى علم ما بعد منا۔ قال الحكيم الرابع: لقد سـاء وقـوع مـن وقـع مـوقـعـاً احتـاج فيـه الى معرفة نفسه۔ قال الحكيم الـخـامـس: مـن ههـنـا وجب الاتصال بالعلماء الممدودين بالحكمة۔ قال

۴۷- مروج الذهب: ۱/۹۲.

الحكيم السادس: الواجب على المرء الحب لسعادة نفسه أن لا يغفل عن ذلك، لا سيما إذا كان المقام في هذه الدنيا ممتنعاً والخروج منها واجباً۔ قـال الحكيم السابع: أنا لا أدري ما تقولون، غير أني أخرجت إلى هذه الدنيا مضطراً وعشت فيها حائِراً وأخرج منها مكرهاً۔

فـاختـلف الهـنـد ممن سلف وخلف في آراء هؤلاء السبعة، وكل قد اقتـدى بهـم ويمم مذهبهم، ثم تفرعوا بعد ذلك في مذاهبهم وتنازعوا في آرائهم والذي وقع عليه الحصر من طوائفهم سبعون فرقة"۔(۴۸)

''قدیم زمانہ اور برہمنوں کے دورِ حکومت میں، سات حکماء اور مفکرین کا ''بیت الذھب'' (ملتان) میں اجتماع ہوا، انہوں نے کہا کہ ہمیں غور کرنا چاہیے کہ اس دنیا کی حقیقت اور اس کا راز کیا ہے۔ ہم کہاں سے آئے ہیں۔ اور ہمیں کہاں جانا ہے اور کیا ہمیں عدم سے وجود میں لانے کی کوئی حکمت ہے یا معاملہ اس کے خلاف ہے؟ کیا ہمیں اور ہمارے جسموں کو بنانے اور پیدا کرنے والے کا ہماری پیدائش میں کوئی مفاد ہے، اور کیا ہمیں اس دنیا سے فنا کرنے سے وہ اپنی ذات سے کسی نقصان کو دور کرنا چاہتا ہے؟ کیا ہماری طرح اس کی بھی حاجات ہیں اور وہ بھی ہماری طرح نقصانات اُٹھاتا ہے؟ یا ان تمام چیزوں سے وہ بالکل بے نیاز ہے؟ آخر وہ ہمیں وجود بخشنے اور پیدا کرنے کے بعد کیوں فنا کر دیتا ہے؟

پہلے حکیم و فلسفی نے اس کا یہ جواب دیا کہ کیا آپ نے کسی ایسے شخص کو دیکھا ہے جس نے موجود اور غائب تمام چیزوں کا صحیح صحیح ادراک کر لیا ہو، اور وہ اس مقصد میں کامیاب ہو کر مطمئن بھی ہو گیا ہو؟ دوسرے حکیم و فلسفی نے جواب دیا کہ اگر کسی عقل و فہم میں خالق کی حکمت آ جائے تو اس سے اس کی حکمت میں نقص آئے گا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ غرض و غایت کا ادراک نہیں کیا جا سکتا' اور ہماری کوتاہی صحیح ادراک میں مانع ہے۔ تیسرے حکیم نے کہا کہ ان چیزوں کے علم سے پہلے جو ہم سے دور ہیں ہمارے لیے اپنے نفوس کی معرفت ضروری ہے کہ وہ ہم سے باقی اشیاء کی نسبت زیادہ قریب اور ہم دونوں ایک دوسرے کے زیادہ مستحق ہیں۔ چوتھے حکیم نے کہا یہ کس قدر غلط بات ہو گی کہ کوئی ایسے مقام پر پہنچ جائے جہاں اسے اپنے نفس کی معرفت کی ضرورت پیش آئے۔ پانچویں حکیم نے کہا اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ علماء اور ماہرین حکمت سے رابطہ کرنا ضروری ہے۔ چھٹے حکیم و فلسفی نے کہا جس آدمی کو اپنے نفس کی سعادت محبوب ہو، اسے اسکی طرف سے غافل نہیں رہنا چاہیے۔ خصوصاً اس لئے کہ اس دنیا میں ہمیشہ رہنا ناممکن اور

۴۸- مروج الذھب: ۱/ ۹۳- ۹۴۔

یہاں سے کوچ کرنا لازمی ہے۔ ساتویں حکیم وفلسفی نے جواب دیا: میں نہیں جانتا تم کیا کہہ رہے ہو، البتہ اتنا جانتا ہوں کہ دنیا میں مجبور بنا کر بھیجا گیا ہوں حیران وپریشان زندگی گزار رہا ہوں اور زبردستی دنیا سے نکالا جاؤں گا جب کہ یہ مجھے انتہائی ناگوار ہوگا۔

پہلے اور بعد کے ہندوستانی ان ساتوں حکیموں اور فلسفیوں کے آراء وافکار کے بارے میں اختلاف کرنے لگے اور مختلف جماعتوں میں بٹ گئے۔ ان میں سے ہر کسی نے ان کی پیروی کرنی چاہی اور ان کے مذہب کو اختیار کرنا چاہا۔ یہ سب ان کی آراء کے متعلق آپس میں تنازعہ کرتے ہوئے مختلف مذاہب میں تقسیم ہوگئے جن کا اگر شمار کیا جائے تو ستر فرقے ہوجائیں گے''۔

اس کے بعد مسعودی اپنی بلند پایہ تصنیف ''مروج الذھب'' میں اپنے مشاہدے میں آئے ہوئے ملتان کے ۳۰۰ھ کے بعد کے حالات وواقعات تحریر کرتے ہیں:

"و بلادالهند متصل ببلاد خراسان والسند مما يلي بلا د المنصوره والمولتان (۴۹) ...وكذلك المولتان من ثغور السند و مما أضيف اليها من العمائر والمدن". (۵۰)

''ہندوستان خراسان اور منصورہ وملتان کے قریب سندھ سے ملا ہوا ہے...ملتان سندھ کی سرحد پر واقع ہے اور بہت سے شہر اور آبادیاں اس میں شامل ہیں۔''

ملتان کی حکومت:

"فأما صاحب المولتان، فقد قلنا: ان الملك في ولد سامة بن لؤي بن غالب، وهو ذو جيوش ومنعة وهو ثغر من ثغور المسلمين الكبار، وحول ثغر المولتان من ضياعه و قراه عشرون ومائة الف قرية مما يقع عليه الا حصاء والعد، وفيه على ما ذكرنا الصنم المعروف بالمولتان، يقصده السند والهند من أقاصي بلادهم بالنذور والأموال والجواهر والعود وانواع الطيب، ويحج اليه الألوف من الناس، واكثر أموال صاحب المولتان مما يحمل إلى هذا الصنم من العود القمارى الخالص

۴۹- مروج الذھب: ۱/۱۷۸۔

۵۰- مروج الذھب: ۱/۱۹۰۔

الذي يبلغ ثمن الأوقية منه مائةدينار [يبلغ منه المن مائتى دينار]، واذا ختم بـالـخاتم أثر فيه كما يؤثر في الشمع، وغيرذلك من العجائب التي تحمل اليه، واذا نزلت الملوك من الكفار على المولتان وعجز المسلمون عـن حربهم هددوهم بكسر هذاالصنم وتعويره، فتر حل الجيوش عنهم عـنـد ذلك، وكـان دخـولي إلى بلاد المولتان بعد الثلاثمائة، والملك بها ابو اللهاب المنبه بن أسد القرشى". (۵۱)

''جیسا کہ ہم نے پہلے (مروج الذہب) میں ذکر کیا ہے کہ ملتان کی حکومت سامہ بن لؤی بن غالب کی اولاد کے ہاتھ میں ہے۔ یہ بہت بڑی فوج اور ساز و سامان والا شہر ہے اور مسلمانوں کی بڑی سرحدوں میں سے ایک اہم سرحد ہے۔ سرحد ملتان کے اردگرد اس میں شامل ایک لاکھ بیس ہزار بستیاں ہیں جو شمار میں آسکی ہیں۔ اور اسی میں جیسا کہ ہم نے پہلے ذکر کیا ہے، وہ مشہور بت ہے جو ''مولتان'' کے نام سے معروف ہے۔ جس کی خدمت میں سندھی اور ہندوستانی دور دراز کے علاقوں سے نذر و نیاز کے مال، جواہر، عود اور مختلف قسم کی خوشبوؤں کے ساتھ آتے ہیں اور ہزاروں لوگ اس کا حج کرتے ہیں۔ ملتان والوں کی زیادہ تر آمدنی اس بت کی نذر کی گئی خالص عود کی لکڑی سے ہوتی ہے جس کے ایک اوقیہ کی قیمت سو دینار ہوتی ہے [اس حساب سے اس کا ایک من دو سو دینار کا پڑ جاتا ہے] یہ لکڑی اس قدر نرم ہوتی ہے کہ جب اس پر مہر لگائی جائے تو اس پر شمع کی طرح نقش بن جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اور بہت سی عجیب و غریب چیزیں ہوتی ہیں جو اس بُت کی نذر کی جاتی ہیں۔ جب کفار میں سے کوئی بادشاہ ملتان پر حملہ کرتا اور مسلمان اس کا مقابلہ نہ کر پاتے تو مسلمان انہیں اس بت خانے کو توڑ دینے کی دھمکی دیتے، جس کی وجہ سے کفار کے لشکر واپس چلے جاتے۔ (مسعودی کہتے ہیں کہ) میں ملتان ۳۰۰ھ کے بعد گیا تھا، اس وقت وہاں ابواللہاب المنبہ بن أسد القرشی بادشاہ تھا''۔

بؤورہ (بھوج رائے) نامی ملتان کا شہر:

"وهـنـا مـدينة يقال لها بؤورة باسم ملوكهم، وقد صارت اليوم فى حيـز الا سـلام، وهي من أعمال المولتان، ومن هذه المدينة يخرج أحد الا نهـار التى اذا اجتمعت كانت نهر (مهران السند) الذي زعم الجاحظ

۵۱- مروج الذهب: ۱/ ۱۸۹۔

أنه من النيل، وزعم غيره أنه من جيجون خراسان" (۵۲)

''یہاں ان کے بادشاہوں کے نام کا ایک شہر بؤورہ (یعنی بھوج رائے جو کہ قنوج کے بادشاہوں کا لقب تھا) بھی آباد تھا۔ جو آج کل اسلامی سلطنت کے ماتحت ملتان کے مضافات میں ہے۔ اس شہر سے ایک دریا نکلا ہے۔ جو جب آگے چل کر دوسرے دریاؤں میں مل جاتا ہے تب اُس کا نام ''مہران سندھ'' ہو جاتا ہے۔ اس کے متعلق جاحظ (۵۳) کا خیال ہے کہ یہ دریائے نیل سے نکلا ہے لیکن دوسرے لوگوں کی رائے میں خراسان کے دریائے جیجون سے نکلا ہے''۔

اہل ملتان کو بھوج رائے بادشاہ کے شمالی لشکر سے لڑائی کا خطرہ:۔

"فـأ ما ملك بؤورة، و هو ملك القنوج...له من الجيوش أربعه على مهابّ الـريـاح الأربـع، كـل جيـش مـنهـا سبعمائة ألف، وقيل: تسعمائه ألف، وقيـل: تسـعة آلاف الف فيحارب بجيش الشمال صاحب المولتان ومن مـعـه فى تلك الثغور من المسلمين، ويحارب بجيش الجنوب البلهراملك المانكير، وبالجيوش الباقية من يلقاه فى كل وجه من الملوك۔"(۵۴)

''جہاں تک بھوج رائے کا تعلق ہے تو وہ قنوج کا بادشاہ ہے............ راجہ کے چار لشکر چاروں ہواؤں کے رخ پر رہتے ہیں۔ ہر لشکر میں سات لاکھ، اور یہ بھی کہا جاتا ہے نو لاکھ، اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ نوے لاکھ سپاہی ہیں۔ یہ راجہ شمالی لشکر سے ملتان کے بادشاہ اور اس سرحد پر اس کے دوسرے مسلمان ساتھیوں سے جنگ کرتا ہے۔ جنوبی لشکر سے مہانگیر کے بادشاہ بلہرا (ولبھ رائے) سے جنگ کرتا ہے اور باقی لشکروں سے اُس سمت کے بادشاہوں کا مقابلہ کرتا ہے۔''

۵۲- مروج الذهب: ۱/۱۸۷۔

۵۳- الجاحظ: (۱۶۳ھ/۷۸۰ء-۲۵۵ھ/۸۶۹ء) عمرو بن بحر، أبو عثمان، الجاحظ ادب کے بڑے ائمہ میں سے اور معتزلہ کے فرقہ جاحظیہ کے بانی تھے۔ آپکی پیدائش و وفات بصرہ میں ہوئی۔ عمر کے آخری حصے میں فالج ہو گیا۔ کتابوں کا ڈھیر آپ پر گر پڑا تھا جسکی وجہ سے آپکی وفات ہو گئی۔ آپکی تصانیف بے شمار ہیں۔ ان میں سے معروف ''البيـــان و التبييــن'' اور کتاب ''الحيوان'' ہیں۔ (الأعلام: ۵/۷۴)

۵۴- مروج الذهب: ۱/۱۸۸۔

دریا مہران سندھ:

"أن نهر مهران السند يخرج من أعين مشهورة من أعالي بلاد السند من أرض القنوج من مملكة بؤورة وأرض قشمير والقفندار والطافر حتى ينتهي إلى بلاد المولتان، ومن هناك يسمى مهران الذهب، وتفسير المولتان فرج الذهب، وصاحب مملكة المولتان رجل من قريش من ولد سامة بن لؤي بن غالب، والقوافل منه إلى خراسان متصلة، وكذلك صاحب مملكة المنصورة رجل من قريش من ولد هبار بن الأسود، والملك في هؤ لاءِ وملك صاحب المولتان متوارثان قديماً من صدر الاسلام، ثم ينتهي نهر مهران الى بلاد المنصورة ويصب نحو بلاد الديبل في بحر الهند." (۵۵)

''دریائے سندھ، سندھ کے بالائی علاقوں یعنی بھوج راج کی مملکت قنوج، سرزمین کشمیر، قندھار، دکھن وغیرہ کے مشہور چشموں سے نکلا ہے اور ملتان شہر تک چلا گیا ہے۔ یہاں سے اس کا نام ''مہران الذھب'' پڑ گیا ہے اور ملتان کو ''فرج الذھب'' (یعنی سونے کی کان) کہا جاتا ہے۔ ملتان کی مملکت کا بادشاہ قریش کے ایک آدمی سامہ بن لؤي بن غالب کی اولاد میں سے تھا۔ خراسان جانے والے قافلے یہاں سے گزرتے ہیں۔ اسی طرح مملکت منصورہ کا بادشاہ بھی قریش کے ایک آدمی ہبار بن الأسود (۵٦) کی اولاد میں سے ہوتا تھا۔ منصورہ اور ملتان کے حکمران قدیم اسلامی زمانے سے موروثی طور پر ملتانیوں کے حاکم بنتے چلے آئے ہیں۔ پھر دریائے مہران منصورہ سے گزرتا ہوا دیبل شہر کے قریب بحر ہند میں جا گرتا ہے''۔

۵۵- مروج الذهب: ۱/۱۱۴.

۵٦- هبّار بن الأسود: (...-۶۳۶ء/۱۵ھ کے بعد) ھبار بن الأسود بن المطلب بن أسد ابن عبد العزی قریش میں سے اور آنحضورؐ کے صحابہ میں سے تھے۔ آپ شاعر تھے۔ عہد جاہلی میں آپ کی بہت قدر و منزلت تھی۔ آپ ہی سندھ کے بادشاہ ھباریوں کے جد امجد ہیں، جن سے محمود بن سبکتگین نے مملکت چھینی۔ ھبار عصر جاہلی میں شاعر مغلظات تھے۔ اسلام سے قبل آنحضورؐ کی ہجو بھی کہی۔ پھر آپ نے عام الفتح میں مکہ کے قریب ''الجعرانۃ'' میں اسلام قبول کرلیا۔ (الاصابة في تمييز الصحابة: ۳/۵۹۷-۵۹۸، الأعلام: ۸/۷۰)

مہران سندھ کے متعلق مسعودی ''مروج الذھب'' میں ایک اور جگہ مزید تفصیل کے ساتھ یوں رقمطراز ہیں:

"فاذا اجتاز جميع ماذ كرنا من الأ نهار ببلا د فرج بيت الذهب۔ وهو المولتان۔اجتمعت بعد المولتان بثلاثة أيام فيما بين المولتان والمنصورة في الموضع المعروف بدوسات، فإذا انتهى جميع ذلك الى مدينة الروذ من غربيها، وهي من أعمال المنصورة، سمي هنالك مهران، ثم ينقسم قسمين، ويصب كل من القسمين من هذا الماء العظيم المعروف بمهران السند في مدينة شاكرة من أعمال المنصورة في البحر الهندى، وذلك على مقدار يومين من مدينة الديبل"۔(۵۷)

''جب یہ سب دریا جن کا ہم نے ذکر کیا ''فرج بیت الذھب'' (سونے کی کان یعنی ملتان) پہنچ جاتے ہیں تو یہاں سے گزرنے کے بعد ملتان اور منصورہ کے درمیان میں تین دنوں کے فاصلے پر ''دوشاب'' نامی ایک جگہ پر جمع ہوجاتے ہیں۔ پھر ''دوشاب'' کے مغرب میں جب ''روز'' نامی شہر میں پہنچتے ہیں جو کہ منصورہ کے مضافات میں واقع ہے تو یہاں اس کا نام مہران ہوجاتا ہے۔ یہاں یہ دریا دوحصوں میں تقسیم ہوجاتا ہے۔ ہر حصہ اپنی پانی کی اس بڑی مقدار کے ساتھ مہران سندھ کے نام سے ہی معروف ہے۔شاکرہ شہر کے قریب جو کہ منصورہ کے مضافات میں واقع ہے،، بحر ہند میں جا گرتا ہے۔ یہ جگہ دیبل شہر سے دودن کے فاصلے پر واقع ہے''۔

ملتان سے منصورہ تک کی مسافت:

"والمسافة من المولتان إلى لمنصورة خمسة وسبعون فرسخا سندية على ماذكرنا، والفرسخ ثمانية أميال۔"(۵۸)

''ملتان سے منصورہ تک کی مسافت ۷۵ فرسخ سندھی ہے۔جیسا کہ ہم نے ذکر کیا فرسخ آٹھ میل کا ہوتا ہے''۔

ملتان کے عرب حکمران کی ایک ہندو بادشاہ سے لڑائی:

"والهند تتخذ الفيلة [في بلادها]و تتنتج فى أرضها، ليس فيها وحشية، وانما هي حربية و مستعملة كا ستعمال البقر والابل ---وقد

۵۷- مروج الذھب: ۱/ ۱۹۰۔

۵۸- مروج الذھب: ۱/ ۱۹۰۔

كان رجل بالمولتان من أرض السند يدعى هارون بن موسى مولى الأزد، وكان شاعراً شجاعاً ذا رياسة في قومه ومنعة بأرض السند مما يلي أرض المولتان، وكان في حصن له، فالتقى مع بعض ملوك الهند وقد قدمت الهند أمامها الفيلة، فبرز هارون بن موسى أمام الصف، وقصد لعظيم من الفيلة وقد خبأتحت ثوبه سنوراً، فلما دنا في حملته من الفيل خلّى القط عليه، فولّى الفيل منهزماً لما بصر بذلك الهر، وكان ذلك سبب هزيمة الجيش، وقتل الملك، وغلبة المسلمين، عليهم".(۵۹)

''ہندوستانی [اپنے ملک میں] ہاتھی پالتے ہیں اور یہ پالتو ہاتھی بچے بھی دیتے ہیں۔ یہ ہاتھی جنگلی نہیں ہوتے بلکہ سدھائے ہوئے جنگی ہوتے ہیں۔گایوں اوراونٹوں کی طرح انہیں استعمال بھی کیا جاتا ہے۔۔۔سرزمین سندھ کے شہر ملتان میں ہارون بن موسیٰ نامی قبیلہ اَزد کا آزاد کردہ غلام تھا، جو شاعر، بہادر اور اپنی قوم میں صاحب حیثیت آدمی تھا۔ وہ اپنے ایک مضبوط قلعہ میں رہتا تھا۔کسی ہندو بادشاہ کے ساتھ اسکی لڑائی ہوئی، ہندوفوج کے آگے ہاتھی تھے۔ ہارون بن موسیٰ اس صف کے سامنے آیا اور ایک بڑے ہاتھی کے پاس پہنچ گیا۔ وہ اپنے کپڑوں میں بلی چھپائے ہوئے تھا۔ جب وہ حملے کے لیے ہاتھی کے قریب گیا تو اس پر بلی چھوڑ دی۔ ہاتھی نے جب اس بلی کو دیکھا شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا، جس کی وجہ سے پوری فوج کو شکست ہوئی۔ بادشاہ مارا گیا اور مسلمانوں نے ان پر غلبہ پا لیا''۔

۵۹- مروج الذہب: ۱/ ۴۲۷، ۴۲۸-۴۲۹۔

حوالہ جات

١- ابن تغري، جمال الدين أبي المحاسن يوسف بن تغري بردى الأتابكي (المتوفَّى: ٨٧٤م): "**النجوم الزاهر ة فيملوك مصرو القاهرة**"، دارالكتب، وزارة الثقافة والارشاد القومي، بدون سنة.

٢- ابن حجر، شهاب الدين أبي الفضل أحمد بن علي بن محمد بن محمد على العسقلاني (المتوفَّى: ٨٥٤ھ): "**الاصابة في تمييز الصحابة**" دار الفكر بيروت، سنة: ١٣٩٨ھ/١٩٧٨م.

٣- ابن النديم (المتوفَّى:٣٨٥ھ/٩٩٥م): "**الفهرست**"، دارالمعرفة بيروت، لبنان، سنة: ١٣٩٨ھ/١٩٧٨م.

٤- جرجي زيدان (المتوفَّى:١٩١٤م): "**تأريخ آداب اللغة العربية**"، دارالهلال، مكتبة إسحاقيه جوناماركيت كراتشى، بدون سنة.

٥- الزركلي، خيرا لدين (المتوفَّى:١٣٩٦ھ/١٩٧٦م): "**الأعلام**"، دارالعلم للملايين بيروت، الطبعة الخامسة، سنة: مايو ١٩٨٠م.

٦- شفيق غربال و أصحابه: "**الموسوعة العربية الميسرة**"، دارالشعب، القاهره، الطبعة الثانية،١٩٧٢م.

٧- عمر رضا كحّاله (المتوفَّى:١٣٢٣ھ/١٩٠٥م): "**معجم المؤلفين**"، دار إحياء التراث العربي بيروت، لبنان، بدون سنة.

٨- الكتبي، محمد بن شاكر بن أحمد (المتوفَّى:٧٦٤ھ): "**فوات الوفيات**"، حققه: محمد محي الدين عبدالحميد، مكتبة النهضة المصرية بالقاهرة، مطبعة السعادة بمصر، أغسطس سنة: ١٩٥١م.

٩- لويس معلوف: "**المنجد في الأعلام**"، دارا لمشرق، بيروت، لبنان، والمطبعة الكاثوليكية، بيروت، الطبعة السابعة، سنة: ١٩٧٨م.

١٠– المسعودي، أبو الحسن علي بن الحسين، العلامة المؤرخ الجغرافي(المتوفَّى:٣٤٦هـ/٩٥٧م): "**التنبيه والإشراف**"، المكتبة التاريخية، سنة: ١٣٥٧هـ/١٩٣٨م.

١١– المسعودي، أبو الحسن علي بن الحسين، العلامة: "**مروج الذهب و معادن الجوهر**"، دارالأندلس بيروت، لبنان، الطبعة الأولى، سنة: ١٣٨٥هـ/١٩٦٥م.

١٢– ياقوت الحموي، شهاب الدين أبي عبدالله ياقوت بن عبدالله الحموي(المتوفَّى:٦٢٦هـ/١٢٢٩م): "**معجم الأدباء**"، دارإحياء التراث العربي بيروت، لبنان، سنة:١٩٢٢م.